بدعات کی مذمت اور سلفِ صالحین

از

فضیلۃ الشیخ عنایت اللہ سنابلی مدنی حفظہ اللہ

(داعی و باحث صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

خطبہ جمعہ

بتاریخ: ۲؍ربیع الاول ۱۴۴۶ھ مطابق ۶؍ستمبر ۲۰۲۴ء

بمقام: مسجد دار السلام، لیک پلازہ، کوسہ، ممبرا، تھانہ

اہتمام

عبادہ ناصر صدیقی

صوبائی جمعیت أہل حدیث ممبئی

بسم الله الرحمن الرحيم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبۂ حاجہ

إن الْحَمْدُ لِلَّهِ نَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاَللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمن سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ. وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾ [آل عمران:۱۰۲]

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ [النساء:۱]

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ف يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾[الأحزاب:۷۰،۷۱]

أما بعد! فَإِنَّ خَيرَ الْحَدِيث كِتَابُ اللَّه، وخَيْرَ الْهَدْى هدْيُ مُحمّد ﷺ، وَشَرَّ الأُمُورِ مُحْدثَاتُهَا وكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلالَةٌ وكلُّ ضلالةٍ في النار.

أعوذ بالله من الشيطان الرجيم:

﴿وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ ۚ وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ﴾[سورة النحل:۹]

بدعات کی مذمت اور سلفِ صالحین

برادران اسلام دینی ملی بھائیو،نوجوان دوستو،احباب اور بزرگو،قابل احترام ماؤں اور بہنو،عزیز بچو!

ہمارے دین کا اصل مصدر قرآن وسنت:

دین اسلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم اور نبی کریم ﷺ کی سنت سے عبارت کیا ہے،یعنی دین اسلام نام ہے اللہ کے کلام اور اللہ کے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے فرامین کا،اور یہی دین وہ ہے جسے نبی کریم ﷺ کے صحابہ نے براہ راست اپنی آنکھوں سے دیکھا،اپنے کانوں سے سنا،اور اس پر عمل کیا۔اگر کہیں ان سے کوئی کوتاہی،کمی بیشی یا کوئی خلل ہوا تو نبی کریم ﷺ نے ان کی اصلاح فرمائی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین کو بالکل روشن،خالص،اور دلائل و براہین سے مزین وآراستہ رکھا اور اسے اس طرح سے محفوظ کر دیا کہ آنے والی نسلوں کے لیے کسی بھی قسم کی الجھن، پیچیدگی،یا دشواری کا سبب نہ رہے۔اللہ تعالیٰ نے ایسا سیدھا راستہ بنا دیا جسے ”صراطِ مستقیم“ کا نام دیا،اور جسے ”منہاج“ کا نام دیا۔جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اور نبی ﷺ کی سنتوں میں ”ہادی“ کے طور پر ذکر کیا،یعنی ایک بالکل روشن اور آئیڈیل راستہ جس کے ذریعے انسان اپنی منزل مقصود تک پہنچ جائے،اور کسی بھی قسم کی الجھن یا پیچیدگی محسوس نہ کرے۔

گمراہ وہی ہوسکتا ہے جس کے مقدر میں گمراہی لکھی ہو:

لیکن یہ بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے طے ہے کہ جس کے مقدر میں، جس کے نصیبے میں ہلاکت وضلالت ہو اُس کا اس راہ سے ہٹنا بھی مقدر ہے، اللہ کے نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی وفات سے پیشتر یہ بات فرمائی تھی۔

”قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا، لَايَزِيغُ عَنْهَا بَعْدِي إِلَّا هَالك“، وفي رواية ”تَرَكْتُكُمْ عَلَى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا وَنَهَارُها سَوَاءٌ“۔

[سنن ابن ماجہ: ۴۳،۵، وحسنہ الألبانی]

میں تمہیں ایک ایسے روشن راستے پر چھوڑ کر جا رہا ہوں جس کی راتیں اور دن یکساں ہیں، جس طرح دن روشن ہے، اسی طرح اس کی راتیں بھی روشن ہیں، ان میں کوئی فرق نہیں۔ اب اس روشن راہ سے، اس واضح دین سے وہی بھٹک سکتا ہے، وہی گمراہ ہوسکتا ہے، جس کے نصیب میں ہلاکت، جس کے مقدر میں تباہی اور بربادی لکھی ہو۔

میرے دنیا سے چلے جانے کے بعد اس سیدھے اور روشن راستے سے وہی دائیں بائیں مائل ہوکر دوسری راہوں پر چلے گا، جن راہوں پر شیطان بیٹھے ہوئے ہیں، جو ہلاک ہونے والا ہے۔

ہلاکت کی دو قسمیں ہیں:

ایک ظاہری ہلاکت اور دوسرا معنوی ہلاکت، ظاہری ہلاکت جیسے جسمانی اور مالی ہلاکت ہے اور جو شخص دین اور عقیدے کے اعتبار سے ہلاکت وتباہی اور بربادی کی راہ پر

ہے، وہ بھی ہلاکت کی راہ پر ہے، گرچہ وہ جسم و جان سے زندہ بھی ہو،لیکن جس کا عقیدہ، جس کا منہج، جس کی راہ سنت کی نہ ہو، وہ بھی ہلاکت اور ضلالت کی راہ پر چلنے والا ہے۔

صحابہ کرام نے مِن وعَن کتاب وسنت کی تعلیمات کو سینے میں بٹھالیا:

اللہ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امت کی رہنمائی فرمادی، روشنی دکھادی، اور حجت تمام کردی۔ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام نے اس کو مِن وعَن اپنے سینے میں محفوظ کرلیا، اپنی زبان سے اسے پھیلایا، اور اس کی راہ میں آنے والی تکلیفوں اور مشقتوں کو صبر وتحمل سے برداشت کیا۔ اللہ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ہلاکت کی بات فرمائی تھی، کہ اس راہِ سنت اور راہِ مستقیم سے وہی بھٹکے گا اور وہی اس سے مائل ہوگا جس کے مقدر میں ہلاکت لکھی ہوئی ہو، وہ بات بالکل ظاہر ہے کہ امت کے اندر کہیں نہ کہیں ضرور واقع ہونی تھی۔ یہ ایک قسم کی پیشین گوئی تھی، ایک اشارہ تھا کہ سنت سے دوری، میری راہِ ہدایت سے انحراف درحقیقت ہلاکت اور ضلالت کا راستہ ہے، اور یہ راستے ایک نہیں بلکہ کئی ہیں۔ اللہ کے کلام کی آیات اور نبی کریم ﷺ کی احادیث میں اس بارے میں بہت ساری وضاحتیں موجود ہیں۔

میں اس سلسلے میں بطور تمہید اور مقدمہ چند باتیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ یہ مہینہ ربیع الاول کا شروع ہوچکا ہے، اور بدقسمتی سے دیگر کئی مہینوں کی طرح اس مہینے میں بھی بدعت کا بہت زیادہ رواج ہے۔ بہت سے لوگ، جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سنت سے کہیں نہ کہیں دور کردیا ہے، بدعت کی لپیٹ میں آجاتے ہیں، اور اس کے کئی اسباب ووجوہات ہیں کہ انسان بدعت میں مبتلا کیوں ہوتا ہے؟ خرافات میں کیوں ملوث ہوتا ہے؟ کیسے وہ سنت کی

راہ سے دور ہٹ جاتا ہے؟

بدعت کے پیدا ہونے، پروان چڑھنے اور پھر پھیلنے کے کئی عوامل ہیں۔اس پر طویل گفتگو ہوسکتی ہے،لیکن آج میں بطور تمہید اور مقدمہ صرف ایک دو اہم نکات آپ کے سامنے پیش کرنی ہیں۔

بدعت ہلاکت کی بنیاد ہے:

پہلی بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ یہ بدعت کیا ہے، جس کی بنیاد پر ہلاکت اور ضلالت کا خطرہ لاحق ہوتا ہے؟ دوسری بات یہ کہ سلف صالحین، جن کی شروعات حضراتِ صحابہ کرام سے ہوتی ہے، یعنی صحابہ کرام، تابعین اور خیر القرون کے لوگ، اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے والے بعد کے لوگوں نے بدعت کو کیسے پہچانا؟ وہ بدعت کس کو کہتے تھے؟ بدعت کی معرفت ان کے نزدیک کیسے ہوتی تھی؟ اور وہ کس طرح سے بدعت کی مذمت کرتے تھے؟ کسی بھی ملامت کا خوف کیے بغیر، بالکل اعلانیہ طور پر، لوگوں کے سامنے بدعت کو بے نقاب کرتے تھے۔ بدعتیوں کو دلائل کے ذریعے لاجواب کرتے تھے اور انہیں قائل کرنے کی کوشش کرتے تھے کہ تم جس راستے پر چل رہے ہو، یہ ہدایت کا راستہ نہیں ہے، یہ گمراہی کا راستہ ہے۔تم لوگ بدعت کی راہ پر چل کر گمراہی کی طرف جا رہے ہو، اور دوسروں کے لیے بھی بدعت اور گمراہی کا دروازہ کھول رہے ہو۔ یہ اللہ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تربیت کا نتیجہ تھا جو صحابہ کرام کو نصیب ہوا، اور پھر انہوں نے پوری ذمہ داری کے ساتھ اسے امت تک پہنچایا۔

آج اللہ کے فضل و کرم سے وہ ایک ایک لفظ، ایک ایک جملہ جو صحابہ کرام کی زبان سے قرآن کی آیات کی تفسیر کے حوالے سے، اللہ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں اور احادیث کو سمجھانے کے لیے کہا گیا، وہ امت کے لیے محفوظ ہے۔ یہ ہمارے لیے راہِ ہدایت ہے، یہ سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر ان کے ایک ایک لفظ پر غور کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ امت کو بدعات سے بچانے کے لیے، ہوائے نفس سے بچانے کے لیے، اور خواہشاتِ نفسانی سے دور رکھنے کے لیے کافی ہے۔ ایسے کام جنہیں لوگ اپنی مرضی سے، اپنی خواہشات کے مطابق اجر کا کام سمجھ کر کرنے لگتے ہیں، ان سے محفوظ رہنے کا ذریعہ بھی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ امت کے ان لوگوں کو، جو بدقسمتی سے بدعات کی راہ پر چل پڑے ہیں اور اسے سنت سمجھ بیٹھے ہیں، سلفِ امت کے اقوال اور تصریحات کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ انہیں اپنی ہوائے نفس اور خواہشات کی غلامی سے آزاد ہونے کی توفیق عطا فرمائے، اور توبہ کی توفیق بخشے۔ اللہ ہمیں اُس شاہراہِ سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے جو بالکل سیدھا، روشن، اور واضح راستہ ہے۔ آمین یارب العالمین۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

﴿وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ﴾ [سورۃ النحل:۹]

اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذمے یہ تھا کہ وہ سیدھے راستے یعنی صراطِ مستقیم کو اپنے بندوں کے سامنے واضح کرے، اور اپنی آیات اور نبی کریم ﷺ کی سنتوں کی روشنی میں راہِ ہدایت کی رہنمائی فرمائے، جو بالکل سیدھا اور روشن راستہ ہے، یعنی سنت کا راستہ۔

دنیا آزمائش کی آماجگاہ ہے:

لیکن اس سیدھے راستے کے علاوہ بہت سارے راستے ٹیڑھے ہیں، بہت سارے راستے انسان کو مائل کرنے والے، انحراف کا سبب بننے والے اور بھٹکا دینے والے ہیں۔ یہ راستے انسان کو بہکا کر گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں۔ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ چاہتا تو سب کو ہدایت دے دیتا: ﴿وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ﴾ لیکن یہ دنیا آزمائش کے لیے بنائی گئی ہے۔ ہمیں امتحان کے لیے پیدا کیا گیا ہے، دلائل پیش کر دیے جائیں گے، اگر ان کو مانو گے تو ہدایت پر رہو گے، نہ مانو گے تو ضلالت کی راہ پر چلے جاؤ گے۔

اگر اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی مرضی اور طاقت سے سب کو ہدایت دے دینا چاہتا تو دے دیتا، لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے بطور ابتلا، بطور آزمائش ہمیں اس دنیا میں بھیجا ہے، اس لیے یہ آیتیں، یہ اللہ کے نبی ﷺ کی حدیثیں، یہ سلف امت کی روشن سیرت ہمارے سامنے ہے، تاکہ دیکھے کہ ہم اس کی روشنی میں چلتے ہیں کہ نہیں؟ اور اسی بنیاد پر اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے انجام کا فیصلہ فرمائے گا۔ یہی اللہ تبارک وتعالیٰ کا مقصد ہے۔

یہ آیتِ کریمہ بالکل واضح ہے کہ ایک ہی راستہ "قصد السبیل" یعنی سیدھا راستہ ہے، اور وہ سنت کا راستہ ہے۔ یہ وہی راستہ ہے جو نبی کریم ﷺ کی سیرت، آپ کے اقوال، افعال، تقریرات، فتاویٰ اور فیصلوں کا راستہ ہے۔ یہی حق کا راستہ ہے اور اس کے علاوہ باقی تمام راستے ٹیڑھے ہیں، انحراف کے راستے ہیں، جو بدعات اور خواہشاتِ نفسانی کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہ وہی راستے ہیں جو دین میں نئی چیزیں داخل کرتے ہیں، جنہیں ہم بدعت کہتے ہیں۔

اسلام کے علاوہ یہودیت، عیسائیت، مجوسیت اور دیگر تمام غلط نظریات بھی دین کے خلاف ہیں ۔اسی طرح دین کے نام پر اجروثواب کی نیت سے نئی چیزیں داخل کرنا، وہ بھی کج روی اور گمراہی کے راستے ہیں ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ایک ذہن اور فکر دے دیا ہے کہ یاد رکھو! وہ ایک راستہ جو اللہ کے ذمے تھا وہ تمہیں بتا دیا گیا، بس اسی ایک راہ پر تمہیں چلنا ہے اور اس کے سوا جتنے بھی راستے میلان والے راستے ہیں، اس سے تمہیں اپنے آپ کو بچانا ہے، یہ ہدایت ہے، اسی بات کو اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا:

﴿وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ [سورۃ الأنعام:۱۵۱]

اور یہ میرا راستہ ہے اس کی اتباع کرو اور اس کے علاوہ دیگر جتنے راستے ہیں، ان سے بچو، اس کی پیروی نہ کرو، ان پر مت چلو، ان پر قدم نہ رکھو، اس کی طرف مائل نہ ہو، ورنہ اس کا انجام بھی بتلایا گیا ہے، اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا فیصلہ اور سورہ نساء کی آیت میں بتایا گیا ہے کہ اگر تم نے اس سیدھے راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستوں کو اپنایا، تو تم بھٹک جاؤ گے، بکھر جاؤ گے اور گمراہی کا شکار ہو جاؤ گے، اور نہ جانے کہاں چلے جاؤ گے اور پھر انجام یہ ہو گا کہ تم جدھر چاہو گے اسی طرف پھیر دئے جاؤ گے ۔

راہِ راست سے بھٹکنے کا انجام:

اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان جو واضح اور ہمارے لئے باعثِ عبرت ہے:

﴿نُوَلِّهِ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴾ [سورۃ النساء:۱۱۵]

جدھر جانا چاہو گے، اسی طرف ہم تمہیں گھما دیں گے۔ جس طرف مڑنا چاہو گے، اسی طرف موڑ دیں گے۔ اور آخر کار تمہارا انجام جہنم ہوگا اگر ایسی بدعات وخرافات کی پیروی کرو گے جو ہمیشہ کے لیے جہنم میں ڈالنے والی ہیں۔ خاص طور پر وہ بدعات جو عقیدے میں ہوں یا کفریہ بدعات ہوں، ان کی سزا ابدی جہنم ہے۔ اور اگر بدعات اس درجے کی نہ ہوں مگر پھر بھی دین میں نئی ایجادات ہوں، تو ان کی سزا بھی جہنم ہوگی، چاہے کچھ عرصے کے لیے ہی کیوں نہ ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سزا دے کر کے نجات دے دے گا، لیکن بہر حال انجام جہنم ہے، چاہے قلیل مدت کے لئے ہو یا کثیر مدت کے لئے لیکن جہنم جانا ہے۔

گمراہی کا انجام جہنم ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وكُلُّ ضَلالةٍ في النَّارِ“۔ [مسلم:۸۶۷،سنن النسائی الصغریٰ:۱۵۷۷]

ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا انجام جہنم ہے۔

ان تمام ہدایات کے باوجود کیا حالت ہوئی کہ، میرے بھائیو! وہ شخص، جس کے مقدر میں ہلاکت ہوگی، وہ اپنے آپ کو اس روشن راستے سے الگ کر لے گا۔

میرے بھائیو! آئیے دیکھتے ہیں کہ یہ راستہ کون سا ہے۔ اس سے پہلے، محرم کے مہینے میں بدعات کی بھرمار ہے، صفر کے مہینے میں بدعات کی بھرمار ہے، ماہِ ربیع الاول میں بھی بدعات ہیں، اور اسی طرح سال کے بارہ مہینوں میں سے بیشتر مہینوں میں بدعات اور خرافات موجود

ہیں ۔لوگوں نے اپنی من مانی اورخواہشات کے پیچھے چلنے کاایک طریقہ بنارکھا ہے ۔اس کے پیچھے بہت سارے اسباب بھی ہیں ۔

میرے بھائیو! میں اس حوالے سے دو باتیں آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں، آئیے اس پرگفتگو کرتے ہیں ۔

سلفِ صالحین کے نزدیک بدعت کی تعریف:

سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ" بدعت"کس کو کہتے ہیں؟ اگراس کا مفہوم سمجھ میں آگیا تو بہت سی چیزیں بالکل واضح ہوجائیں گی ۔کیونکہ بدعت کا مفہوم سمجھنے میں، بدعت کی حقیقت اورماہیت کا صحیح ادراک کرنے میں لوگوں کے درمیان بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں ۔امام شاطبی رحمہ اللہ نے بدعت کی ایک جامع تعریف قرآن وسنت کی روشنی میں بیان فرمائی ہے کہ:

"هي طَرِيقَة فِي الدِّينِ مُخْتَرَعَةٍ، تُضَاهِي الشَّرْعِيَّةَ، يُقْصَدُ بِالسُّلُوكِ عَلَيْهَا الْمُبَالَغَةُ فِي التَّعَبُّدِ لِلَّهِ سُبْحَانَهُ"- [الاعتصام للشاطبی ۱/۵۰]

بدعت دین اسلام کے اندر ایک نیاایجاد کردہ طریقہ ہے،بدعت دین کے اندر– دنیا کے اندرنہیں– دین کے اندر ایک نیا ایجاد کردہ طریقہ ہے، جس کے ذریعے سے شریعت کی مشابہت اختیار کی جاتی ہے،یعنی اسے شریعت جیسا،شریعت کے مشابہ،شریعت کے مِلتا جُلتا ثابت کیاجاتا ہے۔

اورآگے فرماتے ہوئے کہتے ہیں اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کے ذریعے سے اللہ سے

بہت زیادہ قربت حاصل کی جائے، اس کے ذریعے سے زیادہ نیکی مل جائے، زیادہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی چاہت مل جائے، اس مقصد سے دین اسلام کے اندر ایک نیا ایجاد کردہ طریقہ جو شریعت کے مشابہ دکھائی دیتا ہے اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

اور آخری جملہ میں فرماتے ہیں کہ بدعت وہ طریقہ ہے جس کی کوئی بنیاد قرآن وسنت میں نہیں ہوتی، نہ قرآن میں اس کی کوئی دلیل ہے، نہ سنت میں اس کا کوئی اصل ہے، اور نہ سلف امت کے یہاں اس کی کوئی بنیاد ہے۔ ایسی چیز کو بدعت کہا جاتا ہے۔

بدعت عقیدہ وعمل اور اخلاق میں بھی ہو سکتی ہے:

بدعت عقیدے میں بھی ہو سکتی ہے، جیسے لوگوں نے کچھ عقائد بنا لیے ہوں اور انہیں شریعت کے عقائد کے مشابہ ثابت کیا جا رہا ہو۔ اس کا مقصد اللہ کی قربت حاصل کرنا ہوتا ہے۔ بدعت عمل میں بھی ہو سکتی ہے، اور اخلاق میں بھی ہو سکتی ہے۔ کوئی بھی طریقہ جو شریعت میں اصل نہ رکھتا ہو اور جسے دین میں شامل کیا جائے، وہ بدعت کہلائے گا۔

سنت کو چھوڑنے کی وجہ سے انسان گمراہ ہو جاتا ہے:

میرے بھائیو! آپ کے سامنے سلف امت کے ایک دو اقوال پیش کرتا ہوں:

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے صحیح مسلم کی ایک لمبی روایت کے ایک لمبے سیاق میں صحابہ کرام کو، ساتھیوں کو، تابعین کو مخاطب کر کے فرمایا: ”وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ ، لَضَلَلْتُمْ“۔ اے لوگو! اگر تم نے اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دیا، تو تم گمراہ ہو جاؤ گے، یقینا گمراہ ہو جاؤ گے۔ [صحیح مسلم: ٦٥٤]

یہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ ہیں بڑی صراحت کے ساتھ کہتے ہیں اگر تم نے اپنے نبی ﷺ کی سنتوں کو چھوڑا تو یقیناً تم گمراہ ہو جاؤ گے، کیونکہ سنت یہ ہدایت ہے اور سنت سے ہٹنا یہ گمراہی ہے۔

میرے بھائیو، میرے بزرگو! یہی ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ ہیں جو ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

”اتَّبِعُوا وَلاَ تَبْتَدِعُوا فَقَدْ كُفِيتُمْ، كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ“۔ [الزھد لوکیع: ۳۱۵]

اے لوگو! سنت کی راہ پر چلو، سنت کی اتباع کرو، دین میں نیا طریقہ نہ نکالو، دین میں لوگوں کے نکالے ہوئے اور دشمنوں کے نئے طریقوں پر نہ چلو، عمل نہ کرو، ”فَقَدْ كُفِيتُمْ“ تمہارے لیے جو دین ملا ہے، تمہیں جو سنت ملی ہے، تمہیں جو اسلام کی تعلیمات ملی ہے، وہ تمہارے لیے کافی کر دی گئی ہے، تمہارے لئے نیا کچھ لانے کے لئے یا عمل کرنے کے لئے کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی ہے اور اگر تم نہیں مانتے ہو، اور یہ کام کرتے رہو گے، تو جان لو اگر دین میں جتنی بھی نئی چیز لاؤ گے سب کی سب بدعت میں شامل ہو گی اور بدعت کا انجام یاد رکھ لیں کہ جہنم ہے۔

اور جیسا کہ عرض کیا گیا آپ کے سامنے کہ اگر وہ بدعت کفر تک لے جانے والی ہے، تو ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم میں رہے گا اور اگر کفر سے کمتر ہے، تو پھر یہ گناہ بدترین قسم کا گناہ ہے، اگر کفر سے کمتر بدعت ہو گی، تو ایک مدت تک سزا ملنے کے بعد اسے جہنم سے آزاد کیا جائے گا، لیکن جہنم کے اندر اسے سزا ضرور دی جائے گی، یہ اللہ تعالیٰ کے کلام اور اللہ کے نبی ﷺ کے

فرمان کا خلاصہ ہے جو ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے بیان فرمایا ہے۔

آخری وقت میں کثرت سے بدعت پھیل جائے گی:

اسی طرح آپ کے سامنے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی ایک بات پیش کر دیتا ہوں اور ان تمام روایات کو صحیح سندوں کے ساتھ امت کے علماء نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے، علامہ ابن بطہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الابانۃ کے اندر، ایسے ہی امام شاطبی نے الاعتصام کے اندر اور دیگر علماء نے اپنی اپنی کتابوں کے اندر ان روایات کو نقل کیا ہے کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"أَنَهُ أَخَذَ حَجَرَيْنِ فَوَضَعَ أَحَدَهُمَا عَلَى الْآخَرِ ثُمَّ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: هَلْ تَرَوْنَ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْحَجَرَيْنِ مِنَ النُّورِ؟ قَالُوا: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، مَا نَرَى بَيْنَهُمَا مِنَ النُّورِ إِلَّا قَلِيلًا، قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَظْهَرَنَّ الْبِدَعُ حَتَّى لَا يُرَى مِنَ الْحَقِّ إِلَّا قَدْرُ مَا تَرَوْنَ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ الْحَجَرَيْنِ مِنَ النُّورِ، وَاللَّهِ لَتَفْشُوَنَّ الْبِدَعُ حَتَّى إِذَا تُرِكَ مِنْهَا شَيْءٌ قَالُوا: تُرِكَتِ السُّنَّةُ"۔ [الاعتصام للشاطبی: ۱/۱۰۶]

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دو پتھر لئے اور ان دونوں کو ایک دوسرے پر رکھا اور اپنے ساتھیوں سے سوال کیا کہ: تم ان دونوں پتھروں کے درمیان روشنی کو دیکھ رہے ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں دیکھ رہے ہیں، مگر تھوڑی سی روشنی ہی ہمیں نظر آ رہی ہے، پھر حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہے کہ اللہ کی قسم بدعتیں پھیلتی جائیں گی، بدعتیں ضرور ظاہر ہوں گی اتنی بدعت ظاہر ہوگی کہ حالت یہ ہو جائے گی کہ بدعات کا اندھیرا چھاتا چلا جائے گا، اور اتنی معمولی روشنی باقی بچے

گی جو دو پتھروں کے بیچ میں معمولی سی روشنی کی لکیر دکھائی دیتی ہے، یعنی اتنی بدعتیں پھیل جائیں گی، آگے فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! ضرور بدعتیں بہت زیادہ پھیل جائیں گی، اتنی پھیل جائیں گی کہ اگر انہیں چھوڑا جائے گا اور ان پر عمل نہیں کیا جائے، گا تو لوگ طعنے دیں گے کہ سنت کو چھوڑا جارہا ہے، سنت کو چھوڑے جانے کا طعنہ دیں گے تم بدعتوں کو چھوڑو گے بدعتی تمہیں طعنہ دیں گے کہ تم سنت چھوڑ رہے ہو، حالت یہ ہو جائے گی کہ بدعتوں کی جگہ پر سنتیں اور سنتوں کی جگہ پر بدعتیں ہو جائیں گی۔

اسی بات کو عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا تھا:

”مَا أَتَى عَلَى النَّاسِ عَامٌ إِلَّا أَحْدَثُوا فِيهِ بِدْعَةً، وَأَمَاتُوا فِيهِ سُنَّةً، حَتَّى تَحْيَى الْبِدَعُ، وَتَمُوتَ السُّنَنُ“ ۔ [المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰/۲۶۲]

کہ بدعتوں کو زندہ کیا جاتا رہے گا اور سنتوں کو مارا جاتا رہے گا، حالت یہ ہو جائے گی کہ بدعتیں زندہ ہو جائیں گی اور سنتیں مر جائیں گی، حالت یہ ہو جائے گی دھیرے دھیرے اسلام کے اندر بدعت کا شر وفساد بڑھتا چلا جائے گا۔

ایک بدعت دوسری بدعت کو جنم دیتی ہے:

ہم اور آپ روز بروز بدعات کے اندر ڈیولپمنٹ اور ترقی تو دیکھ ہی رہے ہیں، کیونکہ ایک بدعت دوسری بدعتوں کو کھینچتی ہے، ایک بدعت آئی تو دس بدعتوں کو کھینچ کر لاتی ہے، وہ دس بدعتیں مزید بدعتوں کو، اور اس لئے بھی کہ بدعت ہوائے نفس کا نام ہے، انسان کو اچھا لگتا ہے، انسان سمجھتا ہے کہ ایسا کر کے اللہ سے قریب ہو جائے گا اور اس کے نتیجے میں پھر وہ

رکتا نہیں ہے ٹھہرتا نہیں ہے، اگر ایک انسان گناہ کا کام کرے، تو وہ سوچتا ہے کہ گناہ کا کام ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں سزا ملے گی، لیکن بدعت کو انسان دین سمجھ کر کے اجر سمجھ کر کے اللہ سے زیادہ قریب ہونے کا ذریعہ سمجھ کر کے عمل کرتا ہے، اس لیے بدعتوں سے انسان کبھی دور نہیں ہوتا۔

ہر وہ عمل جو صحابہ کرام نے نہیں کیا ہے ہم اُسے نہیں کریں گے:

میرے بھائیو! آپ ﷺ کے اصحاب کا ایک ایک جملہ امت کی رہنمائی کے لیے کافی ہے۔

اور میں آپ کے سامنے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کا ایک جملہ نقل کر دوں، فرماتے ہیں اور بہت عظیم الشان جملہ ہے، ہم نے شروع میں عرض کیا کہ نبی ﷺ کے صحابہ کرام نے اس دین کو اپنے نبی سے لیا، اس پر عمل کیا اور آگے پوری امانت کے ساتھ پہنچایا، اس لیے حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

”كلّ عبادة لم يَتَعبدْ بها أَصْحابُ رَسُولِ اللهِ فلاَ تَتَعبَّدوا بها؛ فإِن الأَوَّلَ لَمْ يَدع للآخِرِ مَقالا فاتَّقوا اللهَ يا مَعْشَر القرَّاء، خُذوا طَرِيقَ مَنْ كان قَبلكُم“۔ [الاعتصام للشاطبی ۲/۶۳۰]

جو بھی عبادت نبی کریم ﷺ کے صحابہ نے نہیں کی ہے، اسے تم مت کرنا۔

یہ ایک قاعدہ ہے کہ ہر وہ عبادت جسے نبی کے صحابہ کرام نے نہیں کیا ہے، وہ عبادتیں تم مت کرنا، کیونکہ پہلے والوں نے بعد والے کے لیے کچھ باقی نہیں چھوڑا ہے۔ نبی ﷺ کے صحابہ نے جو کچھ نیکی کا کام تھا سب کر دیا ہے، جو کچھ گناہوں کے کام تھے اس سے دور رہے

ہیں، اس لیے اس کے سوا کچھ مت کرنا۔ جو نبی ﷺ کے صحابہ کرام نے کیا ہے وہی کرنا، اگر تم نے کیا اس کا مطلب تم یہ سمجھو گے کہ پھر پہلے والوں نے کمی چھوڑ دی ہے، نقص چھوڑ دیا ہے اور تمہیں پورا کرنے کی ضرورت ہے تمہیں آگے بڑھانے کی اور اس میں اضافہ کرنے کی ضرورت ہے۔

اسی بات کو امام شافعی نے کہا تھا: ”من استحسن فقد شرّع“۔

جس نے دین کے اندر کسی نئی چیز کو اچھا سمجھا اس نے اسے شریعت بنا دیا۔

جس نے دین میں کسی چیز کو جو اصلاً دین میں نہیں ہے اسے اچھا سمجھا کہ اس میں برا کیا ہے؟ اچھا ہی تو ہے، جس نے ایسا کیا ”فقد شرّع“ اس نے ایک شریعت کے اندر نئی چیز ایجاد کر دی، جو شریعت کے اندر نہیں تھی۔

صحابہ کرام بدعت کو دیکھ کر کے مشتعل ہو جایا کرتے تھے:

میرے بھائیو! ایسی بہت ساری باتیں، بہت سارے اقوال اور فرمودات موجود ہیں۔

میں آپ کے سامنے ابو عبد الرحمن عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کا وہ اثر پیش کرنا چاہتا ہوں، جس اثر کے ذریعے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امت کے سلف نے حضرات صحابہ کرام نے بدعت کو کیسے سمجھا، بدعت کرنے پر لوگوں کو کیسے ڈانٹا اور بدعت کی اور بدعتیوں کی کیسے مذمت کی، اس پوری تفصیل پر ایک لمبی روشنی پڑتی ہے اور واقعہ مشہور ہے امام دارمی رحمتہ اللہ علیہ نے خاص طور پر اور دیگر محدثین نے اپنی کتابوں میں اس روایت کو نقل کیا ہے:

”كُنَّا نَجْلِسُ عَلَى بَابِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَبْلَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ، فَإِذَا

خَرَجَ مَشَيْنَا مَعَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَجَاءَنَا أَبُو مُوسَى الأَشْعَرِيُّ فَقَالَ: أَخَرَجَ إِلَيْكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ بَعْدُ؟ قُلْنَا: لَا، فَجَلَسَ مَعَنَا حَتَّى خَرَجَ، فَلَمَّا خَرَجَ قُمْنَا إِلَيْهِ جَمِيعًا، فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى: يَا أَبَا عَبْد الرَّحْمَنِ، إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْمَسْجِدِ آنِفًا أَمْرًا أَنْكَرْتُهُ، وَلَمْ أَرَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ إِلاّ خَيْرًا، قَالَ: فَمَا هُوَ؟ فَقَالَ: إِنْ عِشْتَ فَسَتَرَاهُ، قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَسْجِدِ قَوْمًا حِلَقًا جُلُوسًا يَنْتَظِرُونَ الصَّلَاةَ، فِي كُلِّ حَلْقَةٍ رَجُلٌ، وَفِي أَيْدِيهِمْ (حَصًى)فَيَقُولُ: كَبِّرُوا مِائَةً، فَيُكَبِّرُونَ مِائَةً، فَيَقُولُ: هَلِّلُوا مِائَةً، فَيُهَلِّلُونَ مِائَةً، وَيَقُولُ: سَبِّحُوا مِائَةً فَيُسَبِّحُونَ مِائَةً، قَالَ: فَمَاذَا قُلْتَ لَهُمْ؟ قَالَ: مَا قُلْتُ لَهُمْ شَيْئًا انْتِظَارَ رَأْيِكَ أَوِ انْتِظَارَ أَمْرِكَ، قَالَ: أَفَلَا أَمَرْتَهُمْ أَنْ يَعُدُّوا سَيِّئَاتِهِمْ، وَضَمِنْتَ لَهُمْ أَنْ لَا يَضِيعَ مِنْ حَسَنَاتِهِمْ، ثُمَّ مَضَى وَمَضَيْنَا مَعَهُ حَتَّى أَتَى حَلْقَةً مِنْ تِلْكَ الْحِلَقِ، فَوَقَفَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ: مَا هَذَا الَّذِى أَرَاكُمْ تَصْنَعُونَ؟ قَالُوا: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَصًى نَعُدُّ بِهِ التَّكْبِيرَ وَالتَّهْلِيلَ وَالتَّسْبِيحَ، قَالَ: فَعُدُّوا سَيِّئَاتِكُمْ فَأَنَا ضَامِنٌ أَنْ لَا يَضِيعَ مِنْ حَسَنَاتِكُمْ شَيْءٌ ، وَيْحَكُمْ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ مَا أَسْرَعَ هَلَكَتَكُمْ، هَؤُلَاءِ صَحَابَةُ نَبِيِّكُمْ مُتَوَافِرُونَ،وَهَذِهِ ثِيَابُهُ لَمْ تَبْلَ وَآنِيَتُهُ لَمْ تُكْسَرْ،وَالَّذِي نَفْسِي فِي يَدِهِ إِنَّكُمْ لَعَلَى مِلَّةٍ هِيَ أَهْدَى مِنْ مِلَّةِ مُحَمَّدٍ،أَوْ مُفْتَتِحِوابَابِ ضَلَالَةٍ، قَالُوا: وَاللَّهِ يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمَنِ،مَا أَرَدْنَا إِلاّ الْخَيْرَ،قَالَ: وَكَمْ مِنْ مُرِيدٍ لِلْخَيْرِلَنْ

يُصِيبَهُ "-[مسند الدارمی ۲۱۰]

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس فجر کی نماز سے قبل آئے اور کہنے لگے: میں کوفہ کی جامع مسجد میں ایک چیز دیکھ رہا ہوں جسے دیکھ کر مجھے بہت برا محسوس ہوا۔آپ جانتے ہیں نا کہ "أنكرته" کا کیا مطلب ہوتا ہے؟

قرآن کی آیت میں "معروف" اسے کہتے ہیں جو شریعت میں جانا پہچانا ہے کہ وہ نیکی، اچھائی اور بھلائی کا کام ہے، جبکہ "منکر" وہ ہوتا ہے جو شریعت میں معلوم ہے کہ برا اور ناپسندیدہ ہے، اور شریعت اس سے نفرت کرتی ہے، اسے غلط اور باطل قرار دیتی ہے۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: "جب میں نے یہ طریقہ دیکھا تو مجھے برا لگا اور منکر محسوس ہوا"۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم نے کیا دیکھا؟" انہوں نے کہا: "میں نے دیکھا کہ کوفہ کی مسجد میں حلقے بنے ہوئے ہیں۔ دس دس، بارہ بارہ، پندرہ پندرہ لوگ اکٹھے بیٹھے ہیں اور ان میں ایک آدمی ذمہ دار ہے۔ ان کے سامنے کنکریاں رکھی ہوئی ہیں اور وہ شخص کہتا ہے: سو بار سبحان اللہ کہو۔ لوگ سو بار سبحان اللہ کہتے ہیں۔ وہ کہتا ہے: سو بار اللہ اکبر کہو۔ لوگ سو بار اللہ اکبر کہتے ہیں۔ وہ کہتا ہے: سو بار لا اِلہ اِلا اللہ کہو۔ لوگ سو بار لا اِلہ اِلا اللہ کہتے ہیں۔ اسی طرح یہ سلسلہ جاری ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو ناراض ہونے لگے اور ابو موسیٰ سے کہا: تم نے کیا کیا؟ ابو موسیٰ نے کہا: میں نے کچھ نہیں کہا کیونکہ میں نے سوچا کہ آپ صاحبِ علم ہیں، آپ بڑے علم والے ہیں، آپ کے ساتھ چل کر اس معاملے کو دیکھوں گا۔ مجھے تو یہ منکر لگا کیونکہ یہ

طریقہ ہم نے اللہ کے نبی ﷺ کے زمانے میں نہیں پایا۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”تم نے ان سے کیوں نہیں کہا کہ اپنے گناہوں کو گنو اور ان کا حساب کرو؟ میں تمہیں ضمانت دیتا ہوں کہ تمہاری کوئی نیکی اللہ ضائع نہیں کرے گا“۔

پھر ابو موسیٰ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کوفہ کی مسجد میں گئے۔ جب وہاں پہنچے تو حلقے دیکھے جہاں لوگ اسی طریقے پر تسبیحات اور اذکار کر رہے تھے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک حلقے کے پاس گئے اور کہنے لگے: یہ کیا ہے جو میں تمہیں کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں؟ جیسے ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا، غصے میں آ گئے۔

آج لوگ کہتے ہیں: بدعت کرنے دو، جانے دو، اختلاف نہ کرو، پریشانی ہوگی، مشکل کھڑی ہو جائے گی۔ میرے بھائی! ہر جگہ یہ اصول کیوں بنا لیا جائے کہ انکارِ منکر نہیں ہونا چاہیے؟ اگر بدعت پر اعتراض نہ کیا جائے تو سنتیں ختم ہو جائیں گی اور بدعتیں بڑھ جائیں گی۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے ڈانٹ کر کہا کہ: ”کیا تمہارا راستہ صحابہ کرام کے راستے سے زیادہ ہدایت والا ہے؟ نبی ﷺ نے یہ طریقہ نہیں اپنایا اور صحابہ کرام نے بھی یہ نہیں کیا، لہٰذا تم گمراہی کا دروازہ کھول رہے ہو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں نبی کے صحابہ سے زیادہ کوئی بھی ہدایت والے راستہ پر نہیں چل سکتا۔ جو بھی دین میں نیا طریقہ ایجاد کرتا ہے، وہ گمراہی کا دروازہ کھولتا ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا: ”اتنے صحابہ کرام ابھی موجود ہیں، نبی ﷺ کے کپڑے ابھی پرانے نہیں ہوئے، آپ کے برتن ابھی تک سلامت ہیں، ٹوٹے نہیں۔ ابھی

زیادہ دن نہیں گزرے کہ تم نے یہ طریقے شروع کر دیے۔ ہلاکت ہو تم پر، اے امت محمدیہ کے لوگوں! اتنی جلدی تم ہلاکت کے راستے پر کیسے چل پڑے؟۔

نبی ﷺ کے صحابہ کی یہ باتیں قاعدہ کلیہ کی حیثیت رکھتی ہیں، اور جو شخص ان کے نقشِ قدم پر نہیں چلتا، بلکہ دین میں کوئی نیا طریقہ ایجاد کرتا ہے، وہ چاہے مانے یا نہ مانے، وہ دراصل گمراہی کا دروازہ کھول رہا ہے۔

یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے اس کے بعد آگے کہا یہ کام تم کیوں کر رہے ہوں؟ ان کے الفاظ بہت عظیم الشان اور رہنمائی کے اصول ہیں۔

آپ نے امت کی رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''ابھی تک نبی کریم ﷺ کے بہت سے صحابہ کرام زندہ ہیں، اور تم ایسا کام کر رہے ہو جسے نبی ﷺ کے صحابہ نے کبھی نہیں کیا! نبی کے صحابہ بڑی تعداد میں موجود ہیں، اور تم اس قسم کی بدعت کر رہے ہو! کیا تمہیں یہ کام کسی صحابی سے معلوم ہوا ہے؟ کیا کسی نے یہ عمل نبی ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا؟

یہ نبی ﷺ کے کپڑے ابھی پرانے نہیں ہوئے اور آپ کے برتن ابھی تک نہیں ٹوٹے! ۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ابھی نبی ﷺ کی سنت اور تعلیمات کا زمانہ ختم نہیں ہوا، ان کا علم اور روشنی ابھی برقرار ہے۔ اتنی جلدی تم نے بدعتیں شروع کر دی ہیں؟ تعجب ہے تم پر، تمہاری بربادی ہے کہ تم اتنی جلدی گمراہ ہو گئے! ہلاکت کا لفظ استعمال فرمایا، یعنی بدعت انسان کو ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے۔

میرے بھائیو! میں مختصر طور پر ایک ایک جملہ کی میں تھوڑی سی وضاحت کرتا ہوں۔ ابن

مسعود رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا کہ "اتنے سارے صحابہ کرام ابھی موجود ہیں"، اس کا مقصد یہ بتانا تھا کہ میں اکیلا تم پر اعتراض نہیں کر رہا، بلکہ صحابہ کا موقف بھی یہی ہے کہ تم غلطی پر ہو۔ اگر تمہارا طریقہ درست ہوتا تو صحابہ کرام جو نبی ﷺ کے سب سے بڑے جانشین ہیں، وہ بھی یہی عمل کرتے۔

اگر تمہارا طریقہ صحیح ہے تو یہ صحابہ کرام موجود ہیں جا کر کے پوچھ لو کہ ان میں سے کسی نے یہ کام کیا ہے؟ یا کسی نے یہ کام کرتے ہوئے نبی ﷺ کو دیکھا ہے؟ کیونکہ صحابہ کرام اللہ کے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے سب سے بڑے آئینہ ہیں۔

اس کے بعد ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا کہ: "نبی ﷺ کے کپڑے ابھی پرانے نہیں ہوئے"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ابھی نبوت کا زمانہ اتنا بھی نہیں گزرا کہ سنت بھول جائے یا بدعات پروان چڑھنے لگیں۔ تم نے اتنی جلدی بدعتیں شروع کر دی ہیں کہ گویا ہدایت کا زمانہ ختم ہو چکا ہے! ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بدعت کا نتیجہ ہمیشہ ہلاکت ہے، کیونکہ یہ دین میں نئی راہیں کھولتی ہیں، جو بالآخر انسان کو گمراہی تک لے جاتی ہیں۔

بظاہر بدعت چھوٹی معلوم ہوتی ہے، لیکن یہ آہستہ آہستہ بڑی بدعت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات بدعت کا آغاز عملی بدعت سے ہوتا ہے اور یہ انسان کو رفتہ رفتہ عقیدے کی بدعات تک پہنچا دیتی ہے۔

میرے بھائیو! میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ ایک بدعت دوسری بدعت کی طرف لے جاتی ہے، اور یہ چھوٹے سے بڑے کی طرف قدم بہ قدم بڑھتی ہے۔ مثال کے طور

پر، آج کل میلاد کا ماحول ہے، اور اس کی تیاریاں ہر سال بڑھتی جا رہی ہیں۔ میلاد النبی ﷺ منانا دین میں ایک اضافی بدعت ہے۔ اسی طرح، جو بدعت مسجد کوفہ میں چل رہی تھی، جس پر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سخت تنبیہ کی، وہ بھی بدعتِ اضافی تھی۔

بدعتِ اضافی کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ اصل عمل تو سنت سے ثابت ہوتا ہے، جیسے کہ "سبحان اللہ" کہنا۔ کیا یہ دین کا کام ہے یا نہیں؟ بالکل دین کا کام ہے اور اجر کا کام ہے۔ "سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ" یہ سب دین کے بہترین اعمال ہیں، اور یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے عظیم ذکر کے کلمات ہیں۔ تو اصل کام تو درست ہے، لیکن اس کام کو انجام دینے کا طریقہ، اس کا وقت، اس کی کیفیت اور اس کی شکل سنت کے مطابق نہیں ہے، اسی لیے اسے بدعتِ اضافی کہتے ہیں۔ یعنی اصل کام صحیح ہے، لیکن اس کو انجام دینے کا طریقہ سنت کے خلاف ہے، اور اسی وجہ سے یہ بدعت کہلاتی ہے۔

اب میں آپ کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کی محبت دین کا حصہ ہے، اور آپ کی اطاعت دین کا حصہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کو جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھنا ایمان کے لیے ضروری ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس محبت کا اظہار کیسے کیا جائے؟ کیا نبی کریم ﷺ کی پیدائش کا جشن منانا اس محبت کے اظہار کا صحیح طریقہ ہے؟ لیکن لوگوں نے اسے اس بدعت کو دین بنا رکھا ہے۔

بہر حال یہ عمل بدعت ہے، بدعت اور یہ بظاہر چھوٹی بدعت لگتی ہے کہ ان میں کونسی عیب کی بات ہے،، اور بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ اس میں کیا خرابی ہے؟ آخر اس میں تو اللہ کے

نبی ﷺ کی نعت پڑھی جاتی ہے، آپ ﷺ کی سیرت بیان کی جاتی ہے، اور خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نبی کریم ﷺ کے ذریعے ہدایت عطا فرمائی۔ یہ سب بظاہر خوشی کا اظہار ہوتا ہے اور اس کے علاوہ کیا ہوتا ہے؟

بہت سے لوگ اسے معمولی اور بے ضرر سمجھتے ہیں، لیکن میں آپ کو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بدعت دین میں نئی راہیں کھولتی ہے، جو آخر کار گمراہی کی طرف لے جاتی ہیں۔

ایک معمولی بدعت عقیدے کی بدعت تک لے جاتی ہے:

میں آپ کو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک چھوٹی بدعت آہستہ آہستہ بڑی بن جاتی ہے، اور ایک عمل کی بدعت دھیرے دھیرے عقیدے کی بدعت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ کیا ہمارے میلاد منانے والے بھائی، جو بدعت میں مبتلا ہو چکے ہیں، ان کے یہاں عقیدے کا فساد آیا یا نہیں؟ میلاد منانے والے صرف نعت نہیں پڑھتے، بلکہ وہ نعت جو شرکیہ ہوتی ہے، پڑھتے ہیں۔ کیا اس سے عقیدے کا فساد پیدا نہیں ہوا؟

اللہ کے نبی ﷺ کو یہ لوگ ایسے زندہ مانتے ہیں جیسے ہم زندہ ہیں، چلتے پھرتے ہیں، آتے جاتے ہیں۔ یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی ﷺ بھی اسی طرح ہمارے درمیان موجود ہیں۔ لوگ گھروں میں جھنڈیاں لگاتے ہیں، لائٹیں روشن کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ عاشقانِ رسول کو اللہ کے نبی ﷺ ان لائٹوں اور جھنڈوں کے ذریعے پہچان کر ان کے گھروں کی زیارت کے لیے آتے ہیں، کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں؟

یاد رکھو! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ثُمَّ إِنَّكُم بَعْدَ ذَٰلِكَ لَمَيِّتُونَ، ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ﴾[المؤمنون:۱۵،۱۶]

پھر تم دنیاوی زندگی جینے کے بعد مر جاؤ گے اور قیامت کے دن تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

تو کیا عقیدہ بنالیا گیا ہے؟ ''سرکار کی آمد مرحبا، دلدار کی آمد مرحبا!'' نبی کریم ﷺ اگر ہماری طرح زندہ ہیں تو صحابہ کرام نے آپ کو نعوذ باللہ زندہ کیسے دفنایا؟ کس صحابی کو جرأت ہوئی کہ آپ کو جیتے جی قبر میں دفن کر کے مٹی سے ڈھانپ دے؟ یہ کتنا خطرناک اور کتنا باطل عقیدہ ہے!

بظاہر دیکھنے میں میلاد کا عمل تو ایک چھوٹی سی چیز لگتی ہے، لیکن اس کا انجام کیا ہوا؟ اس کا انجام یہاں تک پہنچا کہ عقیدے میں فساد آ گیا، شرکیہ عقیدہ آ گیا، عقیدے کا بگاڑ پیدا ہو گیا، اور یہاں تک کہ جو میلاد نہیں مناتے، ان پر گستاخِ رسول ہونے کا الزام لگانا شروع کر دیا گیا۔ کہا جانے لگا کہ تم میلاد نہیں مناتے، تمہیں نبی ﷺ سے محبت نہیں ہے۔

میرے بھائیو اور بزرگو! کتنی ساری باتیں کہہ دی گئیں، اور اتنا مبالغہ اور غلو کیا گیا کہ ایک چیز، جو بظاہر چھوٹی لگتی تھی، اس کا فساد عقیدے کے بگاڑ تک پہنچ گیا۔

میرے بھائیو! ذرا غور کریں یہ میلادی کیا کہتے ہیں:

نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیع الاوّل
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

میں پوچھنا چاہتا ہوں، کیا ربیع الاول کی عید کے سامنے عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی کوئی قیمت نہیں؟ لفظ پر غور کریں، ہزاروں عیدیں قربان ہیں اس پر! ابلیس کے سوا دنیا میں سب

خوشیاں منا رہے ہیں؟ کیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ابلیس ہوئے نعوذ باللہ من ذلک؟ کیا صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ کی پیدائش پر خوشی منائی؟ ذرا غور کریں کہ کس قدر خطرناک ہے اور یہ عقیدہ کتنا باطل ہے۔

ایک بدعت انسان کو عقیدے کی بدعت تک لے جاتی ہے اور ہلاکت کی طرف ڈھکیل دیتی ہے۔ اسی بات کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ امتِ محمدیہ کتنی جلدی ہلاک ہو گئی، سنت کو چھوڑ کر بدعت کے راستے پر چل پڑی، اور نہ جانے یہ بدعت آگے کہاں تک تمہیں لے جائے گی۔

آخری بات جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بدعتیوں کو ڈانٹا تو انہوں نے کہا: ''آپ اتنے ناراض کیوں ہو رہے ہیں؟ ہمیں اتنا کیوں ڈانٹ رہے ہیں؟ ہمارا مقصد تو بھلائی کے سوا کچھ نہیں!''ما أردنا الا الخير''۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کے اس شبہے کی جڑ کو کاٹتے ہوئے فرمایا: '' کتنے لوگ اجر وثواب اور نیکی چاہتے ہیں، لیکن انہیں کبھی بھی نیکی اور ثواب نہیں ملتا''۔

یاد رکھو! نیتوں سے کوئی چیز اچھی نہیں ہو جاتی۔ ہمارا مقصد نیک ہو سکتا ہے، ہمارا مقصد ثواب کا ہو سکتا ہے، لیکن اس نیت سے دین کا کوئی عمل ثابت نہیں ہو گا۔ دین کی کسی بھی چیز کے لیے دلیل ضروری ہے، اور دلیل صرف قرآن وسنت اور سلف صالحین کے طریقے سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر ہماری اور آپ کی نیتیں اچھی ہوں، اور ہم اپنی نیت سے کچھ بھی کرنا شروع کر دیں، تو کیا یہ چیز دین کا حصہ بن جائے گی؟

میرے بھائیو! یہ کتنا خطرناک مسئلہ ہے! حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول کتنی عظیم الشان اور قیمتی نصیحت پر مشتمل ہے!

ہمیں وہی کرنا ہے جو نبی نے کیا ہے اور جیسا کیا ہے ویسا ہی کرنا ہے:

اسی طرح سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک اثر بھی قاعدے کی حیثیت رکھتی ہے جس کو نافع رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ:

" أَنَّ رَجُلًا عَطَسَ إِلَى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ، فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَأَنَا أَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ، وَلَيْسَ هَكَذَا عَلَّمَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَّمَنَا، أَنْ نَقُولَ: "الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ". [جامع ترمذی:۲۷۳۸،وحسنہ الألبانی]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا، جسے چھینک آئی، اور اس نے چھینکنے کے بعد کہا: "الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ"۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ اس پر ناراض ہو گئے اور کہا: "یہ کیا؟ تم نے الحمد للہ کے ساتھ مزید کیا بڑھا دیا؟ والسلام علی رسول اللہ، یقیناً ایک بہترین دعا ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام بھیجا جانا چاہیے، لیکن چھینک آنے پر نبی کریم ﷺ نے ہمیں صرف الحمد للہ سکھایا ہے، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ نہیں سکھایا۔

یہ طریقہ تھا نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام کا اور ایسے کتنے واقعات موجود ہیں اس کا یہ موقع نہیں ہے، اشارہ کرنا مقصد ہے کہ نیتوں سے کوئی چیز اچھی نہیں ہو جاتی۔

سنت کی مخالفت کی وجہ سے ہم عذاب سے دو چار ہو سکتے ہیں:

اسی طرح سعید ابن المسیب رحمہ اللہ کا بھی ایک اثر بہت ہی اچھا ہے، امام ثوری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ:

”عن ابن المسيب أنه رأى رجلا يكرر الركوع بعد طلوع الفجر فنهاه، فقال: يا أبا محمد أيعذبني الله على الصلاة؟ ! قال: لا ولكن يعذبك على خلاف السنة“.- [البیہقی:۴۶۲۱]

سعید بن مسیب کا واقعہ آپ جانتے ہیں کہ ایک آدمی فجر کی اذان کے بعد اور فجر کی نماز سے قبل دو دو رکعتیں پڑھ رہا تھا اور بہت ساری رکعتیں ادا کر رہا تھا۔ ابن مسیب رحمہ اللہ ناراض ہو گئے اور فرمایا: ”یہ کیا کر رہے ہو؟ یہ کتنی رکعتیں پڑھ رہے ہو؟ اللہ کے نبی ﷺ صرف دو رکعتیں فجر سے پہلے پڑھا کرتے تھے“۔ تو اس آدمی نے ناراض ہو کر کہا: ”کیا اللہ تعالیٰ مجھے نماز پڑھنے پر گناہ دے گا؟“ ابن مسیب رحمہ اللہ نے فرمایا: ”اللہ تمہیں نماز پڑھنے پر عذاب نہیں دے گا، لیکن سنت کی مخالفت کرنے پر ضرور عذاب دے گا“۔

یہ واقعہ ہمیں بتاتا ہے کہ نماز جیسا عظیم عمل بھی اس وقت تک صحیح نہیں جب تک وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق نہ ہو۔ یہاں دو رکعت کے علاوہ کوئی اور چار، چھ رکعتیں پڑھنا سنت کے خلاف ہے، اور اللہ کے نبی ﷺ نے فجر کی نماز سے قبل دو رکعت سے زیادہ رکعتیں پڑھنے کا طریقہ نہیں سکھایا۔ اس لیے اس کام کے کرنے پر اللہ تمہیں عذاب دے گا۔

اور ایسے کتنے سارے واقعات ہیں۔

اسی طرح امام مالک رحمہ اللہ کے پاس ایک شخص آیا اور احرام باندھنے کے متعلق سوال کیا۔اس کی تفصیل حدیث میں کچھ اس طرح ہے:

زبیر بن بکار امام مالک رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہا:"يَا أَبا عَبْدِ اللَّهِ! من أَين أُحْرِم؟ قال: من ذي الحليفة؛ مِنْ حَيْثُ أَحرم رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ: إِني أُريد أَن أُحْرِمَ من المسجد، فقال: لا تفعل. قال: إِني أُريد أَن أحرم من المسجد من عند الْقَبْرِ : قَالَ: لَا تَفْعَلْ؛ فإِني أَخشى عَلَيْكَ الْفِتْنَةَ. قَالَ: وأَي فِتْنَةٍ فِي هَذَا؟ إِنما هِيَ أَميال أَزيدها، قَالَ: وأَي فِتْنَةٍ أَعظم من أَن ترى أَنك سبقت إِلى فضيلةٍ قَصَّرَ عَنْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ إني سَمِعْتُ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ:﴿فَلۡيَحۡذَرِ ٱلَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنۡ أَمۡرِهِۦٓ أَن تُصِيبَهُمۡ فِتۡنَةٌ أَوۡ يُصِيبَهُمۡ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [النور:٦٣][الاعتصام للشاطبی:١/١٧٤]

کیا مسجد نبوی اور قبرِ رسول ﷺ کے پاس سے احرام باندھ سکتے ہیں؟ اس پر امام مالک رحمہ اللہ نے کہا:"نہیں،تم قبر یا اللہ کے نبی ﷺ کی مسجد سے احرام نہیں باندھو گے۔ ذوالحلیفہ،جو میقات ہے،وہاں سے حج اور عمرے کا احرام باندھنا سنتِ نبوی ﷺ ہے"۔

اس آدمی نے جواب دیا:"اس میں کونسی بری بات ہے؟ اگر میں اللہ کے نبی ﷺ کی مسجد اور آپ کی قبر کے قریب سے احرام باندھ لوں تو اس میں کیا نقصان ہے؟ یہ تو اور بھی اچھا ہے!" امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا:"مجھے اندیشہ ہے کہ تم برباد نہ ہو جاؤ، مجھے خوف ہے کہ تم ہلاک نہ ہو جاؤ"۔اس پر وہ شخص ناراض ہو گیا اور کہنے لگا:" آپ لوگ ہمیشہ یہی باتیں کرتے

ہیں، ہر چیز پر ہلاکت اور گمراہی کا ڈر بتاتے ہیں۔ آخر اس میں کون سا فتنہ ہے؟ اس میں کیا گمراہی ہے؟" امام مالک نے اسے سمجھاتے ہوئے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں، کہیں وہ فتنہ میں نہ پڑ جائیں"۔

میرے بھائیو! بدعت کو پہچاننا اور اس سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔ چاہے بدعت کتنی ہی اچھی کیوں نہ لگے، خواہ وہ ذکر ہو جیسے "سبحان اللہ"، "الحمد للہ"، خواہ وہ نماز، عمرہ، حج یا کوئی اور عمل ہو، صرف اس کا بظاہر اچھا ہونا یا ہماری نیت کا درست ہونا کافی نہیں ہے۔ نیکی اور ثواب کے کام کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرآن وسنت اور سلف صالحین کے عمل سے ثابت ہو۔ میلاد کا تو کوئی پتہ ہی نہیں ہے۔ پوری تاریخ اسلام میں ساڑھے چار سو سال بعد اس کو ایجاد کیا گیا اور دنیا میں پھیلایا گیا۔ افسوس اس بات کا ہے کہ آج میلاد کو دین کا ایسا حصہ بنا دیا گیا ہے کہ جو اسے نہیں مناتا، اسے مسلمان تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔ اور اللہ کے نبی ﷺ کی شان میں ایسا مبالغہ کیا جاتا ہے کہ اللہ کی پناہ۔

اختتامی کلمات:

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور آپ کو بدعت کی پہچان کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمیں اس کی صحیح معرفت نصیب ہو۔

بدعت کی اور اہل بدعت کی مذمت ہونی چاہیے اور کبھی اہلِ بدعت کی پذیرائی نہیں کی جانی چاہیے۔ ان کے ساتھ مجالست اور میل جول نہیں رکھا جا سکتا، اور ان کے ساتھ مداہنت، نرمی کا معاملہ روا نہیں رکھا جا سکتا۔ اگر ہم نے کسی بدعتی کو بدعت کرتے دیکھا اور اسے روکا

نہیں، جبکہ ہمارے پاس اسے نصیحت کرنے اور سمجھانے کا موقع تھا، تو یاد رکھیں، ہم نے اسے بدعت کی راہ پر چلنے کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ یہ ہماری اور آپ کی ذمہ داری ہے کہ جتنا ممکن ہو، کتاب وسنت کی روشنی میں اہلِ بدعت کو ان کی گمراہی سے آگاہ کیا جائے۔ بدعت کی مذمت کی جائے، اور سنتوں کی نشر و اشاعت کی کوشش کی جائے۔ جہاں بدعت آتی ہے، وہاں سنت اٹھالی جاتی ہے۔ جب لوگوں نے کنکریوں، کھجور یا املی کے بیجوں پر تسبیح گننا شروع کی تو انگلیوں سے تسبیح کرنے کی سنت چھوٹ گئی۔ اسی بارے میں ہمارے اسلاف نے فرمایا تھا کہ جب بھی کوئی قوم بدعت ایجاد کرتی ہے، تو ان کے درمیان سے اسی جیسی سنت اٹھالی جاتی ہے۔ اگر سنتیں اٹھ جائیں گی اور بدعتیں آئیں گی، تو یہی حال ہوگا۔

اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں بدعت کے سلسلے میں ہوش مندی اور فکرمندی کی توفیق عطا فرمائے، اور جہاں جہاں جو بھی رہتا ہے، وہ اپنے ارد گرد بدعت کے خلاف امت کو آگاہ کرنے کی کوشش کرے، اور سنتوں کی ترویج اور نشر و اشاعت کے لیے محنت کرے۔ اللہ ہمیں اسی جذبے کے ساتھ جینے اور اسی عمل کے ساتھ مرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وصلى الله عليه وسلم وبارك على نبينا محمد وعلى اٰله اجمعين ۔

OOOO